تصریحات

سپریم کورٹ نے قومی اسمبلی بحال کر دی ہے۔ کس طرح کی ہے۔ سب کو معلوم ہے۔ عدالت کا وقار بلند ہوا ہے یا مجروح' ملکی مسائل حل ہوئے ہیں یا پہلے سے بھی زیادہ گمبھیر۔ عوام نے سکھ کا سانس لیا یا وہ مضطرب اور بے چین ہو گئے۔ ہر ایک کو اپنی رائے رکھنے کا حق ہے۔ بعض اسے ججوں کا تاریخی فیصلہ قرار دے رہے ہیں اور بعض سرمائے کی چمک دمک کا نتیجہ۔ اگر توہین عدالت کی تلوار سروں پر نہ لٹک رہی ہوتی تو نامعلوم کتنے عقدے کھلتے اور کتنی زبانیں دا ہوتیں۔ ہم اس پوزیشن میں نہیں ہیں کہ اسمبلی کی بحالی کو قانون کی فتح قرار دیں یا کسی اور چیز کی۔ البتہ اس موقعہ پر ایک صحیح حدیث پیش کرنا ضروری سمجھتے ہیں جس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "جب فریقین قاضی کے پاس اپنا کیس لے کر آئیں تو قاضی کے لئے روا نہیں کہ وہ کسی فریق کے حق میں اپنا فیصلہ ظاہر کرے تاوقتیکہ وہ دونوں کے موقف کی سماعت نہ کرلے" یہاں کیا ہوا؟ اخبارات کی فائلیں اس پر شاہد ہیں۔

ایک فریق کی طرف سے اسمبلی کی بحالی پر خوشیاں منائی جا رہی تھیں مبارک سلامت کی صدائیں بلند کی جا رہی تھیں۔ مزاروں درباروں پر حاضریاں دی جا رہی تھیں۔ کلاشنکوفوں اور پٹاخوں کا غیر اخلاقی طوفان جاری تھا کہ تین دن کی خاموشی آئینی طوفان کا پیش خیمہ ثابت ہوئی اور پنجاب و سرحد اسمبلیاں آئینی تقاضے کے مطابق توڑ دی گئیں۔ اسلام آباد کے وزیراعظم صاحب نے جنہیں زیرو پوائنٹ کا بادشاہ قرار دیا گیا اپنی کابینہ کی بحالی کے بعد پنجاب میں مداخلت شروع کر دی اور اسلام آباد چھوڑ کر لاہور میں خیمہ زن ہو گئے۔ ہارس ٹریڈنگ اور جوڑ توڑ کا سلسلہ شروع کر دیا گیا اور پنجاب حکومت کے لئے مشکلات پیدا کرنا شروع کر دیں مجبوراً پنجاب اسمبلی کو بھی رخصت کرنا پڑا۔ مکافات عمل جاری ہے کل جو کچھ میاں نواز شریف صاحب دوسروں کے ساتھ کرتے رہے ہیں آج خود انہیں اس کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ اگر یہ سارا کچھ کل جائز تھا تو آج بھی جائز ہے اور اگر آج ناجائز ہے تو کل بھی ناجائز تھا۔ اور ظاہر ہے جو عمل ۱۹۹۰ء میں جائز تھا وہ ۱۹۹۳ء میں کیسے ناجائز ہو سکتا ہے۔

میاں نواز شریف اسمبلی کی بحالی پر "بری سرکار" نامی بزرگ کے مزار پر بھی گئے اور مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر جنرل ضیاء الحق کی قبر پر بھی۔ "بری سرکار" کے مزار پر جانا تو ہماری سمجھ میں آگیا کہ موصوف مختلف قبروں اور درگاہوں کا سہارا لیتے ہوئے نظر آتے ہیں مگر ضیاء الحق صاحب کی قبر پر حاضری کا مقصد عام آدمی کی سمجھ سے باہر ہے کیونکہ جس آٹھویں ترمیم کی وجہ سے انہیں اور ملک کو بقول ان کے بدترین پانچ ہفتے دیکھنے پڑے اس ترمیم کے خالق ضیاء صاحب ہی تو تھے۔ اور اگر آٹھویں

ترمیم غیر آئینی اور آمرانہ ہے تو اس کا خالق کون ہوا؟ یہ کیسا تضاد ہے کہ جنرل صاحب خود تو تمام تعریفوں کے مستحق ٹھہریں اور ان کی بنائی ہوئی ترمیم تمام تر مذمتوں کے لائق۔ آئینی اور غیر آئینی بحث اپنی جگہ۔ بہرحال عدل و انصاف کا تقاضا ہے کہ ایک دوسرے کو برداشت کرنے کا حوصلہ اپنے اندر پیدا کیا جائے اور انتقامی سیاست کی روایت جو چل نکلی ہے اسے فوراً ختم کیا جائے عام انتخابات کا اعلان کیا جائے اور ان کے نتیجہ میں برسر اقتدار آنے والے کو اپنی مدت پوری کرنے کا موقعہ دیا جائے۔ **وما علینا الا البلاغ**

بقیہ مولانا ابوالکلام آزاد کی صحافت

جہاں اجتہاد میں سلف کی راہ گم ہو گئی
ہے تجھ کو اس میں جستجو تو پوچھو ابو الکلام سے

اور بقول مولانا سید سلیمان ندوی

اقبال، محمد علی اور ابو الکلام تھوڑے تھوڑے فرق سے ایک ہی منزل رجوع الی الاسلام کے منادی تھے۔

مولانا امین احسن اصلاحی نے لکھا کہ مولانا ابو الکلام کا دماغ کئی ہزار دماغوں کو نچوڑ کر بنایا گیا اور بڑی وزنی اور پر تاثیر شخصیت کے مالک تھے۔

قہاری و غفاری و قدوسی و جبروت
یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلمان

بقیہ قادیانیت

کرنے کے لئے وہاں لے جائی گئی۔ گویا اپنی موت کے بعد بھی یہ اپنے دعویٰ نبوت میں جھوٹا تھا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ .....

"اللہ تعالیٰ انبیاء کرام کی ارواح اسی جگہ قبض کرتا ہے کہ جہاں وہ دفن ہونا پسند کرتے ہیں۔"

(ترمذی شریف)